رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERD NO. A. 783



M.B. Khan Artist

ممتاز المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین برق اڈیٹر پبلشر شائع ہوا

Dogawan Lucknow

قیمت فی پرچہ ۲؍

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی لیکن للعمر سالانہ قیمت لیجائے گی یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپکے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب و مذاق کے موافق معلوم ہون تو پھر ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ الخیر شر السلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اُنھین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوا دین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرا لین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائین۔ مذہب یا نادادی یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستہ مین گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے لیس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُنکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن مین نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اُنھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چِٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

لطف حیوۃ کے استعمال کا بہترین نتیجہ و سرسیات مفصل اشتہار صفحہ ۲۲ و ۱۱ کے درمیان [illegible] مین ملاحظہ ہو۔

جلد ۱۳ نمبر ۲

مضامین غیر

بابت ۱۴؍جنوری ۱۹۲۸ء

۔ بادہوائی مثنوی کے مصنف حضرت ۔ مصیبت ۔ اسم گرامی باتخلص کے اشتہار پر غالباً آپ ناظرین میں نہ ان کی خوشی ہم تو جانتے ہیں، اسلئے ہمیں الجھن نہیں ان ذات اور قلم سے پوچھ پوچھ کے جان کھانے والے تو ہیں اور دعا فرمائیں کہ حضرت پنچ کو ہر اشاعت میں ایسی بادہوائی چیزیں مل جایا کریں

آم کھاؤ ہے مطلب دل زار پیڑ گننے سے کیا ہیں سروکار

(ایڈیٹر)

عشق مجازی کا جوش دیکھ کے خاموش ہو
نام وتخلص تباؤ کا ہے کو روپوش ہو

بیا ایپنچ مصلح اقوام
تھا ضمیمہ میں نام کا کیا کام
کیا کہا صرف اسی کو دیکھیں سب
کون کہتا ہے اس سے کیا مطلب؟
مثنوی میں نے جو لکھی بھی فضول
لکھنؤ میں وہ ہوگی کیا مقبول
اور اگر ہو ہے کوئی ذات شریف
آپ کہدیجیے ایک شخص ظریف
دل لگی باز قوم کا مخبر
پنچ کا مخلص اور نامہ نگار
جو خرافت کا پہنے ہے جامہ
واعظ بے عبا و عمامہ
فکر نام و نمود سے غافل
فقط اس قول پر جو ہے عامل
دوست آن است کان معائب دوست
ہمچو آئینہ روبرو گوید
نہ کہ چون شانہ با ہزار زبان
پس سر رفتہ مو بمو گوید

اگر شہرت ہوس داری اسیر دام عزلت شو
کہ در پرواز دارد گوشہ گیری نام عنقا را

شرکت مجلس نو

نمبر ۲

(تتمہ ۷ جنوری ۱۹۲۸ء)

ئے منقت دے ساقیا بھر کے جام
کہ ہے جیب خالی درم ہے نہ دام
ادھر دیکھ وہ باب دوم کھلا
گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کو
وہ آگے یہاں حضرت سائمن
ہے اے سی اے من اے سی
نمودار تھی کیا پشیمانی وہ دیکھ
ترے ملک کی شامت آئی وہ دیکھ

رہی جیتی نیشنل کانگریس
خدارا نہ روساء ادھر ہی کا ساتھ
یہ کہتے ہیں ہم ہیں طبیب مرض
یہاں آئیں گے اور وہاں جائینگے
سنا حال انھوں نے نہ بیمار کا
وہ نسخہ کیا نیز ہیں گھر کی بد
نہ بیمار ہی نے بلایا انھیں
نہیں کوئی ان کے تعصب کی حد
نہ داخل ہو گر ممبروں میں کا کوئی
عجب شان ان کی طبابت کی ہے
نہ جاؤ خدارا تم ان کے قریب
ابھی جس کی گودی میں بیٹھیں گے یہ
مگر اس بچاری کی سنتا ہے کون
لگرا ہے مجازی میں ساں سرا
کوئی سر ہے اور خان بہادر کوئی
جدا گانہ ہر اک کا ہے مدعا
یہ کہتا ہے کوئی کہ نیٹے حضور
رجولیت نہ ہو برباد رفت
جو سیکھے میں یوں جو وہ بیٹھی رہے
بتا دیجئے شد کوئی اب اگر
یہاں تو ہے اس وجہ نقصان ۔۔۔
نہیں مجھکو سائمن سے کچھ غرض
ابھی کیجئے ایسا کوئی بندوبست
گراں ہے گراں نسخہ کم دیجئے
یہ رشت یہ جو پان اگر وہ رہ ہو
کسی کو ہو احسان کا کیوں قلق
جو نسخہ مقوی نہ ایسا بنا
پڑا ہوگا کیسا یہ بند و ضعیف
کوئی دست بستہ یہ کرتا ہے عرض
یہ بیلی مقاومش ہے سن لیجئے
جو گرروں کی زمیں جنگی یہاں
دگر رت دہاں ہے گی قلت کو پر
جو ہندو کریں گے کبھی سرکشی
مسلمان سب دیکھئے برٹش کا ساتھ
جو ترائے مسلم یہ عزم جہاد

کہ بس بھائی بس بھائی بس بھائی بس
رکھو اپنی غیرت میاں اپنے ہاتھ
مگر ہیں یہ دراصل اہل غرض
پھنسیں اپنی لے کر نوا گامیں گے
الحاکے مسلم نسخہ اک کہہ دیا
چلے پھر وہ ان سوئے درد مند
نہ کوئی عزیز اسکا اور انھیں
یہ بیمار کے ساتھ ہے ان کو کد
وہ ہو شیخ جی یا کہ لالا کوئی
سنو بھائیو بات غیرت کی ہے
چکمت دیکھیے یہ ہیں نرالے طبیب
تو داڑھی اسی کی گھسوٹیں گے یہ
سوا پانہ ڈیڑھ آنہ دو آنہ یوں
گوا ان سرکار کا اک پیا
یہ صاحب کے جا کر کا کر کوئی
یہ گاتا ہے بھروں تو وہ مارا
مرے حق میں منظور کیجے قصور
کہ بی پی سو سے سکا نا شاد رفت
تو فرائیے نسل کیونکر بڑھے
وہ جسپر ہو مردم شماری کا مجر
وہاں نسل غیرت کی بڑھتی ہے آہ
میں آیا ہوں یاں پھر بھی مرض
دقل کو نہ رہے اکثریت شکست
خرانے ہے وہ اسکے لے بچے
ذکر شکستیں کی مشکور ہو
کہ میرا بھی ہے اس خزانہ پہ حق
تو بس ساتھ گیہوں کے گھن بھی پسا
ادھر کرتے ہونگے عزت سب حرف
کن بات ہے بندہ کمیشن سے عرض
کے گوروں کی فوجیں بڑھا دیجئے
تو ہو جائے گی وہ وہیں امان
دشمن بڑھے گی حکومت کو جبر
تو چلنے نہ پائے گی ان کی کبھی
ہم ہو کے چھپا ہے دالیں گے ہاتھ
تو داڑھی یہ کر دیجئے جہاد جہاد

گھٹنی گرنہ اس پر بھی طوفان کی موج
تو دے گی مدد اُن کو گوروں کی فوج
سوا اسکے ہے یہ بھی اک فائدہ
کہ ہے سرحدوں کی مخالف ہوا
مبادا نہ دین ہندی پرکش کا ساتھ
تو گورے بڑھادین اُدھر اپنا ہاتھ
بغاوت پہ مائل جو ہوں بدنہاد
وہ سازش سے کرنے نہ پائین فساد
سزاوار ہے جان پر گوری فوج
سلکہ ہو جس طرح ذوجہ پہ زوج
کہ آدھے محاصل مین سب گھر رہے
اور آدھے محاصل مین لشکر رہے
اطاعت کرائے تجارت سنبھالے
دیت پائے اُلٹی اگر خون بہائے
غرض ہو جو لندن مین نسل فضول
کرے نوکری عہدے وہ حتماً قبول
جو فوجی مصارف سے کچھ بچ رہے
تو سی ایس کو اُس کی تجائی ملے
جو اس سے بچے کچھ وہ پنشن مین جائے
کہ باسی بچے کیون جسے کُتّا کھائے
گزارش یہ بندے کی ہے دوسری
اسے سُنیئے حالانکہ ہے بے سُری
جو ریفنکیشن کا قانون ہے
حکومت کی قوت کی معجون ہے
رہے جیون کا تیون ایکٹ مین برقرار
نہ ترمیم ہو اس مین کچھ زینہار
جو اس مین ذرا بھی تغیر ہوا
سمجھیے کہ خون تمہ ہوا
غلاموں کی جانوں پہ بن جائے گی
سیاسی جانوں کی بن آئے گی
یہ ڈالین گے ہم سب پہ ایسا بار
نہ باجا اُٹھے گی نہ گانے کا تار
نرالے قوانین بنائین گے یہ
ہم اہل وفا کو ستائین گے یہ

گزارش یہ سن لیجیے تیسری
کہ تعلیم صنعت نہ دیجیے کبھی
کہ صنعت سے ہے بیچ قوموں کو ذوق
یہ صنعت سے لے جائین گے ہم پہ فوق
جو تعلیم ہے آجکل ملک مین رہی
ہے ملکی ضرورت سے نادر یہی
بڑھے جاتے ہین ہم سے اب لکھنے چند
پکڑ کے انھین کیجیے پنجرے مین بند
جو تعلیمی حالت ہماری رہے
تو ہندو نہ مسلم پہ حاوی رہے



وہ سب دوڑین ہم جیسی جوتیان چٹین
مگر پھر بھی حصّے برابر سے لین
وہ مرا یک شعبے مین جائین گھبائین
کرین کچھ نہ ہم پھر بھی حصہ بٹائین
بڑا نا یہ قول اپنا ہے انتخاب
پڑھین گے تو کہین گے تو ہونگے خراب
کوئی مارا اس طرح سے ہے جھک
کہ ہرگز الکشن نہ ہو مشترک

فسادات مٹ جائین گے یک قلم
نہ دُنیا مین پھر پوچھے جائین گے ہم
فسادوں کے چلتوں پہ قسمت ملی
کہ قومی وکالت کی عزت ملی
اصول سیاست نہین ہم کو یاد
مگر سہل بنتا ہے ہم پر فساد
جو دربار مین لاٹھی ہوتا ہوا
تو یاروں کی جانب سے ہوتا ہوا
بڑے جنبہ داری کا ہے کرم
پکارے نہ گھبراؤ آ پہونچے ہم
تمہاری مصیبت سے ہم ہین گواہ
ازل سے ہو مظلوم اور بے گناہ
تمھین مرحلہ سخت در پیش ہے
پولیس اہل ہندوان کی ہم کیش ہے
نہین اس ستم کا ٹھکانا کہین
بچے بھی تمہین اور بچے بھی تمہین
نہین ضرورت مین قاصر ہین ہم
تمہاری حمایت کو حاضر ہین ہم
کرو ایک جلسہ بڑا سا بپا
بنا دو ہمین اپنا تم پیشوا
تو ہم جیسے تمہاری حمایت کرین
کمشنر سے جا کر شکایت کرین
غرض جا بجا باتین بنانے کے بعد
مساعد ہوا ختر بخت سعد
یہ ہندو نوازی یہ اسلامیت
الکشن کو پہونچا گئی تقویت
جگہ ہم نے اہل فراست کی لی
شکست اصلی اہل جسارت کو دی
لے ووٹ ہم کو وہ جیسی ہوئے
ہے یونہی وہ ہم الٹی ہوئے
الکشن اگر مشترک ہوگیا
تو پھر کون پوچھے گا ہم کو بھلا؟
نہ جگہ الکشن مین مذہب کی بٹ
نہ کونسل ہم الیسون سے جائے گی چمٹ
پڑے گا حکومت کو مُردوں سے کام
جو قسمت نوازی مین ہین نیک نام

گاؤ کریں ہمیں ساقیں
کہ تا مگر دیکھیں دور دھاسے کن
رہا شاہ اس شہادت سے محکم ہوئی
محبت کلی رہیگی جو محکم ہوئی
ابھی ایسے دشمن ارشاد جو ہوا
ترقی کا گرمیں جان جلائیں کیوں
شراب رود ساغر کا ساقی ڈگے
تعجب تو پہلے ہی ہم کہہ چکے
اپنی بے تمیزی اپنی نفشار
عبث ہے سہن دُنفیس کا انتظار
دلبست دنہم نابہی دنہم
رہے گی غرض عقل ورگون کی گم
تعاون کریں آپ اپنی کاٹ
یہی بدھنی ہوگی یہی ہوگا ناٹ
میرے پیارے ساقی ذکر بخل اب
کہ ہوتا ہے زمدون کو رنج و تعب
ہمارے ہیں کوئے پانی کا جام
کہ طریقہ ہیں بھی رہے ہم غلام
مدد ہم کو پہلے بھینا لے گئے
جو حق ہم نے مانگا بنالے گئے
نہ رہنے دیا کیپ کا لونی میں
نہ حصہ ملا کھیتی میں بونی میں
ہرانی عقل ہے نہیں ہے نلی
تھی ہمیشہ جس جا وہیں منہ کی
وطن میں ہوا قاسے غربت سے
تو غیروں میں کیا اس کی عزت رہے
نہ عزت میں کیوں آسکے اپنی عقل
کہ رذیل یہاں ہے نہ ہے اندیل
جو ہونا ہیں بھی حکومت کا زور
تو کالونی والوں کو کردیتے کور
ہم یہاں تو اہل وطن ہوتے ہیں
وہاں ہم ہیں بے جا کے پڑتے ہیں
حکومت کی ہوتی کرے کیا فرض
کرلے اپنے سردرد ہیرا دامرض
یہ لازم ہے ترک ناشفت کرشن
پھریں سینکتے اور تہمات کریں

ابھی جام پینے ہیں ساقی بہت
کہ رونے کو ہیں ذکر دے باقی بہت
تھا سال گزشتہ پُر از واقعات
مگر سارے افسانے ہیں واہیات
ہوا طالبان ریاست کا قتل
مگر بیٹھے ان سے میاں جان بل
کھلایا پلایا اکارت گیا
نتیجہ ہوا دعوتوں کا بُرا
کیا پورے حالات پر ہم نے غور
تو آیا نظر جو ہے نامہ کا طور
نمک خوان دعوت کا پُر شور ہے
کہ تحقیق و تفتیش کا زور ہے
مہاراجہ صاحب بھرت پور کے
بہت پہلے اینٹھے تنے اور کھچے
مگر آیا پیچھے ہیں آخر کو جھول
گرے ٹوٹتے کے بل وہ کتنوں کو کھول
اسی طور سے والی خیر پور
نہ شنوں پہ کرتے تھے بیجا غرور
ابھی اور بھی ہیں کئی چھپکیاں
ہیں بازو میں جنکے بندھی کنیاں
چلے ساقیا جام صہبا کا دور
کہ ہے سب یہ کچھ کہ ریاست کا جور
جو بٹلر کمیشن نے دورا کیا
تو سب راز دُنیا پہ کھل جائے گا
ادھر بیٹھا ہوگا کمیشن کا صدر
ستاروں میں جیسے نمایاں ہو بدر
ادھر ہوگا اک صد ناموں کا ڈھیر
کہ جن کی عبارت میں ہے ہیر پھیر
کھٹیں گے پلندے تراجیس کے
خدا جن پہ ہوں رام اجیس کے
جو تو نامساوات ہوگی کہیں
تو ضد منافات ہوگی کہیں
ہوا جلے جلے میں ایسا تضاد
جو ظاہر کرے زور عقل فساد

سال گذشتہ سے منسوب... [illegible]

ریاست کے گئی ہیں آزاد ہوں
کمیشن کے گا میں صیاد ہوں
گھٹے گی ادھر روح بے مادہ
بڑھے گا ادھر مادہ حادہ
جو ہوگا یہاں ہیں چھپ چھپ کا شور
تو ہوگا وہاں ہیں اب چھپ کا زور
ریاست کی عظمت بنی جائے گی
رعیت کی حالت سنی جائے گی
گرو سے رزوے اکھڑ جائیں گے اطوار کے
تو بدی سے رشوت کے بیگار کے
یہ اعمالیوں کا ہو قصہ کھلا
تو سمجھے بھائی سویرا ہوا
بہت سٹ پٹائیں گے تیر اندیس
تو ای حامیاں ما خطا بخشش دلیس
کہیں گے غنیمت ہے ہو کر بتنگ
کہاں سر رہتا مرا زین حارو ننگ
نہیں اب ہیں دعوے کچہری
نہ کھینچئے بیانی کی بخیہ دری
کہاں کے حقوق اور کیسے عہود
کہ تھا اپنے دعوؤں کا وہی وجود
کمیشن کے دعوے ہیں دل سے قبول
پرانے نوشتے ہیں بالکل فضول

انھین چاٹے لیتے ہین ہم مل کے شہد
ابھی آپ کر لیجیے تجدید عہد
ہے طوق اطاعت گلے مین پڑا
گیا سر سے سودا مساوات کا
مشاہیری کی عمارت کا زینچ
تو باتون مین کیون نکلے کوئی گرہ نچ
بکھیڑا مساوات کا طے ہوا
تو باقی کمیشن مین پھر کیا رہا
زبردست کی شیخی نہ جائین گے
ستم کے شکنجہ بن کے رہ جائین گے
رعایائے مظلوم کے دل کا کرب
سر خودسری پر لگائے گا ضرب
کرینگے مزے جان بل کے خلف
نہین گے وزیر اور بجائین گے رف
ہو سچ ہے یہ حلوا خوب کھاتا ہے یار
پلا ساقیا بادۂ خوشگوار
نہین اب ہمارا جون سے ہم کو کام
کہ یاد آیا ہے اس ایچی سن ٹیلر کا نام
سن لیٹ ویلسٹم کی تحسین خوبیان
جو حضرت کو پھر کھینچ لایا یہان
صفات انکے کوئی بیان کیا کرے
کہ جب تک اودھ کے یہ حاکم رہے
امیرون پہ لطف و کرم ان کا تھا
فقیرون سے مطلق نہ تھا واسطا
بنایا زدا تو جنگل کو نزان
نہ سوجھا غریبون کا رنج و محن
جو سوجھی انھین وسعت شہر کی
تو بستی غریبون کی ویران ہوئی
بنائی یونیورسٹی خواہ مخواہ
ابھی واہ وا واہ وا واہ واہ
وہ تھیر کی مشکل جیسی بنا
غریبون کا دل جس پہ شلغا ہوا
وہان سو سے بڑھ ہوسے آپ جب
تو دل کو اسیرون کے ہو جا لب
کوئی اپنی قسمت پہ رونے لگے
کوئی جب مین جان کھونے لگے

بہت دھوم دھام ہوئی دعوتین
لٹائی گئین مفت کی دولتین
مگر یہ کسی کو نہ معلوم تھا
کہ اسراف کا دور ابھی ہے کھلا
ہوا یہ تقاضا میان عشق کا
کہ بنوا دو اک بت فلزات کا
وہ بت ہو جو ہمرنگ بت وطن
حسد سے جسے دیکھے رشک چمن
گو رنر بھی ہو اُن کا گھوڑا بھی ہو
اور اک چلتے پتھر کا ٹیلا بھی ہو
غم عاشقان مین وہ ہو بستگی سے
کھڑا ہو وہ اک شارع عام پر
فراموش کس طرح ہوتا یہ عشق
یہ عاشق نہ تھے عاشقان دمشق
ستایا انھین آکے جب عشق نے
تو باز آئے بیچارے وہ عشق سے
مچاتا بھلا عشق کیونکر نہ شور
کہ ہے یان کسانون کی دولت کا زور
کسانون کی گردن پہ ہے قرض عشق
کہ جس سے ادا ہوتا ہے فرض عشق
بڑے کال کا عشق پر کیون اثر
کہ ہے منت خلق ملتا ہے زر
غرض ہو گئی پختہ بنیاد عشق
ہوئی جلد تعمیل ارشاد عشق
پلا ساقیا مے کے کنستر پلا
بیاد برنج بھائی بٹلر پلا
دوبارہ ہوسے آپ وارد یہان
پئے رفع رنج دل عاشقان

تصحیح

صفحہ ۵ کے آخری شعر مین "مرحوم ہجا" کی جگہ علوم فساد ہونا چاہیے۔ صفحہ ۴ کالم ۲ مین تیسرا مصرع یون پڑھنا چاہیے۔ منافع سے شیخ تمرون کو زوال صفحہ کالم ۳ کے آخری شعر مین مُردون غلط ہے مَردون را الفتح صحیح ہے۔

تیتش کے دیکھنے مین آیا جوش
جو بیچارہ تھا کچھ دنون سے خموش
وہ چرخی گھٹی وہ ہوائی اڑی
وہ ہمتون کچھی کی کمائی اڑی
وہ دیکھو دھوان مال کا چھا گیا
وہ سر قلو ہمتون کا چکرا گیا
بچارے کہ دنیا عجیب ہوت ہے
بھیارین مان اڑت ہوت ہے
خفا سے لیے خوش ہو حضرت کا دل
کرین گے اور اگ لاکھون کے بل
مگر بھوکے نہ کچھ پائین گے
جو ہین پیٹ بھرے پیٹ بھر کھائینگے
جو پاجاتا یہ مال کوئی فقیر
تو ہو جاتا وہ اک امیر کبیر
مثل سچ ہے ساقی نہ کر لیں رنج
کہ زر زر کشد در جہان گنج گنج
جو ہو شہرت و نام کی جستجو
تو بٹلر کمیٹی مین مل بیٹھ تو
ہم ایسون کو ہے اس سے گوشہ نشینی
سُنا ہے مگر یہ کہ ابھی نہی
پڑے جانب پہ صاحب کے اک توبھی ہا
کہ ہے خیر جاری کی یہ یادگار
نہ حسرت سے دست تاسف کو مل
ملے گا تجھے اجر حسن عمل
باقی آئندہ

راقم
دید قدیم

شاعر ارضی و سماوی بر کنار راوی

مولانا وشیخ خاکسار دربار الشعرا کا مزاج نقاد مدت سے آمادہ فساد تھا۔ حاضر ہوا۔ بغیر تحفہ مجرا قبول نہین ہوتا یہ حضور کا دستور ہے۔ مگر الحمد و مجبوری آج مدت کے بعد راوی کے کنارے بھور عروض کی روایت مین غرق تھا کہ ایک کاغذ کی ناؤ ڈوبتی ترقی تا مچتی بہا جاتی



منھ زور پیاسا

انصاری:- "اور میری جان دو قدم بڑھ چل۔ نبما قریب ہے"

مسٹر پنچ:- "ہاں میاں گگرا الٹی سیدھی کرو۔ یہ سارا پانی لنڈھائے دیتی ہے"

پتھر کی تی کنارے آگئی۔ وہ کمرں کے جور بجتا ہوا۔ تو ایک نظم راقم کے ہاں "کتا ساوی" نارنجی رنگ کے کاغذ پر چھپی ہوئی ہے پہلا شعر ملاحظہ ہو۔ شاعر فرماتا ہے ؎

سکوتِ شام میں محوِ سرود ہے راوی
نہ پوچھ مجھ سے جو ہے کیفیت مرے دل کی

نظر کیا نظر آئی۔ سوکھے دھانوں پانی پڑا۔ خاطر فریفتہ ہونے کا جاتا رہا۔ لگے ہاتھوں آپ بھی ٹنگی باندھ کے سکوتِ شام میں محوِ سرود ہو جائیے۔ میاں راوی خان کوئی بڑے سرود یئے ہیں بشیخ سرود یئے ہوتے تو محو "سرود نوازی" ہوتے۔ سرود یا کوئی اور ہے میاں راوی خان کوئی بجانے والے ہیں مگر ہیں تو ہے۔ کیا عجب ہے کہ حقیقت شناس بھی ہوں کیا معنی کہ "سرود" کا درجہ اہلِ عرفان میں بہت بلند ہے۔

بہر حال میاں راوی خود سرود سرا ہوں یا ساز کے گرویدہ ہوں اور [illegible] ہماری محویت کا اثر شاعر پر اتنا ہوا کہ حضرت [illegible] نام [illegible] میں جو ایک نوجوان صنعت سے نظر فرما گئے۔ لہروں کی سلسلہ سے کو سرود سے تعبیر کرنے کی وجہ بھی گو دلچسپ ہے البتہ ایک وجہ سمجھ میں آتی ہے۔ سرود سارنگی سے ملتا جلتا ایک باجہ ہوتا ہے۔ "ٹی ڈون ٹی ڈون" بولتا ہے۔ آواز میں لوچ نہیں ہوتا۔ بوجھے سے بجتا ہے۔ بالکل یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی پیٹ کھجا رہا ہے۔ شاید راوی کی لہریں بحالتِ روانی "ڈون ڈون" بولتی ہوں مگر جناب نے یہ آواز سنی نہیں۔

اگر سرود سے مطلق نغمہ مراد لیں تب بھی سرود کی نسبت مبہم رہے گی لیکن حضرت شاعر کی کوئی نظم بربط و طنبور اور سرود یا چمن کے ذکر سے خالی نہیں ہوتی اس وجہ سے ہم یہاں بھی "سرود" سے باجا مراد لیتے ہیں۔

دوسرا شعر اس سے بھی زیادہ لطیف فرماتے ہیں ؎

پیام سجدہ کا یہ زیر و بم ہوا جھکو
جہاں تمام سوادِ حرم ہوا جھکو

"سجدہ" بھی عجب ہیولیٰ ہے جسے سنا زمین پر دبا چمکتا ہے۔ اور اگر کبھی پیام سنتا ہے تو۔ زیر و بم ہو جاتا ہے پھر زیر و بم بھی کیسا؟ تمام جہاں کو سوادِ حرم بنا دینے والا۔

اب رہ گئے دونوں "جھکو" تو یہ خدا معلوم شعر میں پہلے کیا کر رہے ہیں۔ آپ کو اس شعر زری اس نظم کی شرح کیجیے۔ حرم نما زیر و بم یا "پیام سجدہ زیر و بم" آفرین، نرالی ترکیب اور عجیب اجتہاد ہے۔ خود کیا دشنام سمجھ میں آیا۔ راوی کا سرود سن کے تو یہ حال ہوا اگر ستلج بیاس چناب اٹک کا نغمہ سنتے تو شاید دنیا بھر عرش اکبر نظر آتی۔ پیام و سرود مدعا کرتے کرتے دشمنوں کی جان پر بن جاتی۔

سرِ کنارۂ آبِ رواں کھڑا ہوں میں
خبر نہیں مجھے لیکن کہاں کھڑا ہوں میں

ایک شخص کے دامن میں دس انڈے تھے اس نے اپنے دوست سے کہا کہ بھائی اگر تو بتا دے کہ میرے دامن میں کیا ہے تو سب انڈے تجھے دے دوں۔ اور جو یہ بتا دے کہ ہیں کتنے تو دس دوسروں کے دیدوں تیرے۔ سوال مشکل تھا سننے والا گھبرا کے کہنے لگا یہ سنو بھائی میں خدا نہیں ہوں جو غیب کی خبر دوں کچھ بتا دو تو شاید بتا دوں۔ اس نے کہا کچھ زرد زرد چیزیں سفیدی کے اندر ہیں۔ دوست تھیلی لے گئے فرمایا اجی بس معلوم ہو گیا۔ خیبہ گاجر ہیں مولی کے اندر ٹھنسی ہوئی ہیں۔

مذکورہ حکایت ایک امیر کی صحبت میں نقل کی گئی تو وہ بول اٹھے "اچھا تو پھر معلوم ہوا کہ اس شخص کے دامن میں کیا تھا؟" جناب ریاست کے ایک مصاحب ہنسے اور کہنے لگے خداوند انڈے تھے اور کیا تھا۔ وہ کمبخت کیا سمجھتا۔ یہ حاضر ہوتا تو جواب دیتا اور انڈے لیتا۔ انڈے والے نے انڈے کا نام بھی لیا اور تعداد بھی بتا دی پھر بھی دوست کی سمجھ نے کوتاہی کی۔ ہمارے شاعر صاحب بھی سرِ کنارۂ آبِ رواں کھڑے ہونے کا اظہار فرماتے ہیں مگر پھر بھی بے خبر ہیں کہ کہاں کھڑا ہوں۔ غنیمت ہے کہ کھڑے ہونے کا علم ہے۔

غالب مرحوم نے ایک شعر میں اپنی محویت کا حال بیان کیا ہے ؎

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

انھوں نے صرف اپنے وجود کی تعیین کی ہے یعنی اپنا ہونا تسلیم کرتے ہیں کہاں ہیں؟ اس سے بے خبر ہیں مگر ہمارے شاعر صاحب کے خواب کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ انڈوں سے بھی واقف ہیں اور ان کی تعداد سے بھی مگر یہ نہیں جانتے کہ دامن میں انڈے ہیں اور دس ہیں۔ واہ ری منطق۔

کوئی صاحب اپنے دوست سے ملنے گئے۔ دروازے پر آواز دی۔ صاحب خانہ پہلے تو چپ رہے پھر لونڈی سے کہا "کہہ دو گھر میں نہیں ہیں"۔ لونڈی ذرا زیرک تھی اس نے باہر آ کے جواب دیا "میاں کہتے ہیں کہ وہ نہیں ہیں۔ بھلا بتائیے میں کیوں کہنے لگی کہ میاں گھر میں ہیں"

واہ ری منطق اور اشعار سے حسنِ تخیل۔ فرماتے ہیں ؎

شراب سرخ سے رنگین ہوا ہے دامنِ شام
لیے ہے پیرِ فلک دستِ رعشہ دار میں جام
عدم کو قافلۂ روز تیز گام چلا
شفق نہیں ہے یہ سورج کے پھول ہیں گویا

پہلا شعر شفق کی تعریف میں ہے ڈوبتا ہوا آفتاب جام ہے جام کا سرخ عکس شراب ہے شام کے دامن پر یہ شراب بوجہ رعشۂ دستِ پیرِ فلک گر گئی ہے۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ ممکن ہے کہ اسی شراب کے دور ایک گھونٹ شاعر صاحب موصوف نے نوش فرمائے ہوں اور کنارۂ آب تک نہیں "سرِ کنارۂ آبِ رواں" پر کھڑے ہو کے بے خبر ہو گئے ہوں لیکن یہ "سورج کے پھول" کیا بلا ہیں۔ غالباً یہاں "پھول" سے مراد بچے کی جگہ ہے شفق سرخ کی چاندنی (فرش) کسی بے تمیز نے اس بزم میں بچھا دی ہے۔ کیا معنی کہ سرخ فرش اور پھولوں کی تقریب۔ یہ بے جوڑ بات ہے۔ اگر "پھول" سے مراد گل ہے تو شعر کا مطلب اور بھی گڈمڈ ہوا جاتا ہے۔ سورج کوئی درخت نہیں۔ "روز" کو رہرو سمجھ کر [illegible] پر قائم ہے۔ "روز" کا قافلہ عدم کی طرف چلا جا رہا ہے اور میاں سورج پھولوں کی پھلجھڑی چھوڑ رہے ہیں

اس مطلب کا حسن ہمارے خیال میں نہیں آتا۔ غبار کھے ادب علیت کی محل نشانی کو روشن تعصب واحد کو جو سورج کا پھول بنتے ہی صبح کے تخت میں گئی۔

کھڑے ہیں دور وہ عظمت فزائے تنہائی
منار خواب گر شہسوار چغتائی
فسانۂ ستم انقلاب ہے یہ محل
کوئی زمان سلف کی کتاب ہے یہ محل

کل تو ان دونوں شعروں کی ٹھیک نہیں ہے مگر خیر یونہی سہی۔

مقام کیا ہے سرود خموش ہے گویا
شجر ہے انجمن بے خروش ہے گویا

خدا کی مار اس "سرود" ملعون پر۔ جہاں دیکھیے موجود ہے۔ کسی کا قول ہے کہ جملہ فنون لطیفہ میں صیغۂ اخوت جاری ہو چکا ہے۔ ہم اس روایت کو ضعیف خیال کرتے تھے مگر جناب علامہ ڈاکٹر کی نظمیں دیکھ کے یقین کرنا پڑا۔ کم از کم جناب موصوف کی شاعری ضرور موسیقی کی بہن ہے بغیر ڈھولکی کھنجری مجیرکے (؟) گاڑی کے پیچھے نہیں چلتی۔ قدم آگے نہیں بڑھاتی۔ "خوابگہ شہسوار چغتائی" میں بھی کمبخت سرود گھس پڑا۔ بس چلتا تو اس ملعون کو وقت بیجا کے جرم میں گرفتار کروا دیتے۔ رہا یہ کہ ایک شجر انجمن ہو گیا تو ہو سکتا ہے پتے ہیں پھول ہیں شاخیں ہیں مچال ہے؟ ڈنٹھل ہے سب مل کے انجمن ہو سکتے ہیں۔ سچ ہے انجمن شجر نہ ہو گی تو اور کون چیز ہو گی اچھی شاعری ہے جس میں نہ الفاظ اپنے معانی کے محتاج ہیں نہ معانی اپنے متعلقات کے۔ نظم ہے اور ایک خدا ہے سخن کی نظم ہے۔ جسے اختیار ہے کہ جس نظم میں جو کر منتا آ گا سے۔ سرود بجائے یا مقبرے کے عالم میں اس نے زیر و بم سرود اور انجمن کو شور اس ارشاد ہوتا ہے ہے

رواں ہے سینۂ دریا پہ اک سفینۂ تیز
ہوا ہے موج سے ملاح جس کا گرم ستیز

واقعی "سینے" پر سفینہ ہمیشہ دوڑتا ہے۔ صاحب لوگ جب کشتی دوڑاتے ہیں تب دیکھئے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ "سینے" پر دکھاتے ہیں۔

(کاتب کی غلطی ہے۔ خالی "سینہ دریا" تھا۔ پنچ)

سبک روی میں ہے مثل نگاہ یہ کشتی
نکل کے حلقۂ حد نظر سے دور گئی
جہاز زندگی آدمی رواں ہے یونہی
ابد کے بحر میں پیدا یونہی نہاں ہو بھی

سنتے تھے کہ حضرت شاعر کو فارسی میں بہت دخل ہے دو چار برابط نامے ساز نامے سرود نامے تصنیف کیے ہیں مگر ماشاءاللہ نام بڑا اور درشن تھوڑے بھلا پوچھیے "جہاز" یعنی کشتی فارسی ہے جو آپ نے اشعات کا غلغلہ اسکے چپہ سے میں لنگر کی طرح نکال دیا ہے۔ اردو لفظ ہے۔ عربی میں جہاز سامان کے مرادف ہے اسی کو بحالت امالہ جہیز کہتے ہیں جو عروس کو دیا جاتا ہے۔

اگلے فارسی شعرا کے کلام میں کہیں جہاز یعنی کشتی نہیں ہے۔ کلکتے اور بمبئی کے ایرانی تاجروں نے سنے ہوں گے مگر کے اگر جہاز کو کشتی کی جگہ دے دی ہو تو ہم اسکے ذمہ دار نہیں۔

آخری شعر ہے ہے

شکست سے یہ کبھی آشنا نہیں ہوتا
نظر سے چھپتا ہے لیکن فنا نہیں ہوتا

یہ حال مرنے والوں کو معلوم ہو گا۔ ہم بفضلہ ابھی زندہ ہیں۔

مولانا! اتفاق کی بات ہے کہ یہ کاغذی ناؤ تھی

نگارستان ادب کا واحد علمی ادبی مجلہ
نیرنگ

رامپور ریاست رامپور سے نہایت کامیابی کے ساتھ تین سال سے جاری ہے ۲۵ جنوری [illegible] کو نیرنگ ۲ خاص نمبر [illegible] صفحات پر نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہو چکا جس میں [illegible] شائع ہوں گے علمی، ادبی، اخلاقی، تاریخی، تنقیدی مضامین نظم و نثر کے علاوہ مستند افسانے اور ڈرامے شائع ہوں گے متعدد رنگین اور سادہ تصاویر [illegible] تحریروں کے عکس سے آراستہ ہو گا۔ تمام ادبی رسائل کے خاص خاص نمبروں میں نیرنگ کا خاص نمبر ہر حیثیت سے ممتاز و منفرد ہو گا۔

قیمت فی جلد [illegible] سالانہ قیمت [illegible] [illegible] خریدار بنیں گے صاحب کو خاص نمبر بھی سالانہ قیمت میں دیا جائے گا۔

مستقل میں قیمت [illegible] وہ اس خاص نمبر سے محروم رہیں گے۔

عشق رامپوری منیجر نیرنگ

تنگ تھی وہ آپ کے، ابتدائی نمبروں سے مجھے فرزند دیول ورنہ ستم ہو گیا تھا۔ حال کے اہل کمال ایک عجیب صنعت رکھتے ہیں جسے سمجھو کہنا چاہیے یعنی جس کلام سے واقف نہیں وہی اختیار کر لیتے ہیں۔ تمہ اضافہ۔

ادبار الشعرا

شراب کہنہ بجام نو

بظاہر یہ ایک ساقی نامہ ہے مگر درحقیقت نہایت ضروری چیز ہے۔ سال گزشتہ کے اہم واقعات کے نتائج و حال حال کے پرشکل امور پر پیش گوئی آسان بات نہیں۔ اسکی تیاری میں دیر ہوئی مگر ہم نے پروا نہیں کی۔ خلاصہ بھی چھپلی یا دکھنے اور بھرتی کے مضامین بھر دینے سے پرچہ نہ نکالنا بہتر ہے کام کی باتیں ہوں اور ان میں بھی ظرافت ہو یہی ہمارا فرض ہے سو یکی ہمیشہ تو ہوتی نہیں۔ حساب سن لیجیے۔

چار مہینے گرمی کی وجہ سے پرچہ ناوقت شائع ہوا کیے ان مہر سات کچھیں دن کو نیند آتی ہے رات کو پروانے اور کیڑے مکوڑے ستاتے ہیں لکھنے نہیں دیتے؟ کیسے ان۔ چار مہینے یوں گزرے۔ رہ گئے جاڑے۔ دن چھوٹا۔ رات کو انگلیاں لحاف سے باہر نکلتا پسند نہیں کرتیں کام ہو تو کیونکر ہو؟ کہیے ان۔ بغیر شاملات احمیہ۔ عذر ہائے معقول فوری سے آپ سمجھے کہ پرچہ وقت پر شائع ہو۔ دو منٹ اور صبر کیجیے۔

المختصرات

انفورڈ کے مشہور پادری باتد ہارڈی جب شہرت عام سے و ایک امریکن میں مس سیو کی ہم وطن لیڈی پرنٹو ہوگئے تھا بیچاری بے نادان۔ یہاں شادیوں میں گیت گائے جاتے ہیں سہ

کیا نانہ جانے پینڈی رے تجر
تجر ہے نادان۔

پگوری تو بھی نادان ہیں بیچاری ساری باتمنا بھی نہیں جانتیں۔ مسٹر رشید کی دختر سیکھتی ہیں۔ ساری باندھنے کے ساتھ ساری کھولنے کی بھی مشق ضروری ہے۔ تو تہا ہے کر مسیح بیدار رکھیں کوئی ردوصہ ساری خندی نہیں۔ یہ